رسالت(Prophethood)

مفہوم

"رسالت" لغت میں پیغام پہنچانے یا سفارت کاری کو کہتے ہیں اور پیغام پہنچانے والے یا سفارت کار کو "رسول" کہا جاتا ہے، جس کی جمع رُسُل ہے۔

اس کے لیے ایک دوسرا لفظ نبوت بھی استعمال ہوتا ہے۔ لفظ "نبوت" کا اصل مادہ یا تو "نبا" ہے، جس کے لفظی معنی خبر کے ہیں اور نبی معنی خبر دینے والا۔ یا "نُبُو" ہے جس کے لفظی معنی رفعَت، بلندی، اونچی شان اور بلند منصب کے ہیں۔ اس لحاظ سے نبی کا لفظی معنی ہوگا "عالی مرتبہ"، "عالی مقام" "عالی شان اور "عالی منصب"، اس کی جمع انبیاء ہے۔ شرعی اصطلاح میں "نبوت و رسالت" ایک اعلیٰ روحانی منصب ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے خاص خاص بندوں کو فائز فرماتے ہیں۔ پھر ان کے ذریعے اپنے شرعی احکام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ مطلب کہ نبوت و رسالت ایک ایسا منصب ہے جو خدا اور بندوں کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔ خدا اس کے ذریعے اپنے احکام و ہدایات، اپنی پسند و ناپسند بندوں تک پہنچاتا ہے۔ اور جو شخص اس منصب پر فائز ہوتا ہے اسے نبی یا رسول کہا جاتا ہے۔[1]

نبی اور رسول میں فرق

بعض علماء کے ہاں نبی و رسول میں کوئی فرق نہیں یعنی ہر نبی رسول ہوتا ہے اور ہر رسول نبی ہوتا ہے، اس لیے کہ قرآن مجید میں بہت سارے انبیاء علیہم السلام کو کسی وقت نبی کے لفظ سے تو کسی وقت رسول کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن کچھ علماء کے ہاں ان دونوں میں فرق ہے۔ اور وہ فرق یہ ہے کہ رسول اسے کہتے ہیں جسے کوئی کتاب اور شریعت دے کر کسی قوم کی اصلاح و تبلیغ کے لیے بھیجا گیا ہو جیسے حضرت ابراھیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ۔ اور نبی وہ ہے جسے وحی الاہی آتی ہو اور اسے کسی قوم کو تبلیغ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہو مگر اسے کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت نہ دی گئی ہو بلکہ وہ اپنے سے پہلے نبی کی کتاب اور شریعت کی پیروی کرتا ہو اور اسی کے مطابق تبلیغ کرتا ہو جیسے حضرت ہارون، حضرت زکریا اور حضرت یحیٰ علیہم السلام وغیرہ۔ جو رسول ہوتا ہے وہ نبی بھی ہوتا ہے مگر نبی کے لیے ضروری نہیں کہ وہ رسول بھی ہو۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نبی بھی ہیں اور رسول بھی[2]

انبیاء اور رسولوں کی تعداد

قرآن مجید میں 25 انبیاءؑ کے نام و واقعات مذکور ہیں، بعض علماء نے حضرت لقمان حکیمؑ کو بھی نبی کہا ہے، اور قرآن مجید نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے کچھ انبیاء کے واقعات ذکر کیے ہیں اور کچھ کے نہیں۔[3] قرآن مجید کا یہ بھی بیان ہے کہ ہر قوم کی طرف خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی پیغمبر آیا ہے۔[4] ایک روایت میں رسولوں کی تعداد 313 بتائی گئی ہے جبکہ انبیاء کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے۔[5] ان میں سے اولوالعزم یعنی بہت زیادہ رتبے والے پیغمبر چھ ہیں؛ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراھیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ۔

---

[1] مودودی سید ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 2013، ط7 ج3، ص72، قاسم محمود سید، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، الفیصل لاہور، 2005، ط8 ج2 ص153

[2] مودودی، تفہیم القرآن، ج3 ص72، ابن تیمیہ، النبوات، ص255، عثمانی شبیر احمد، تفسیر عثمانی ج2 ص491، عثمانی مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج6 ص42 (مفہوم)

[3] سورہ غافر، آیت 78

[4] سورہ نحل، آیت 36

[5] ندوی سید سلیمان، سیرت النبی، ج4، ص308 بحوالہ طبرانی (و قال ھذا حدیث ضعیف)

نبوت ورسالت پر ایمان لانے کا مقصد

نبوت ورسالت پر ایمان لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی حضرت محمد ﷺ تک جتنے بھی انبیاء کرامؑ تشریف لآئے ان سب کے بارے میں یہ یقین رکھنا کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے سچے اور برحق نبی تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام لآئے اس میں انسانیت کی دنیاوآخرت کی فلاح اور نجات ہے۔ ان ہی کے راستہ پر چل کر انسان دونوں جہانوں کی کامیابی وکامرانی حاصل کر سکتا ہے اور ان کے راستے کے علاوہ باقی کسی راستے میں انسانیت کی فلاح ونجات نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ اور تمام مومنین کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اوراس کی کتابوں کے ساتھ ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان میں کوئی فرق نہیں کرتے کہ کسی پر یقین رکھیں اور کسی کو خدا کا پیغمبر تسلیم نہ کریں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦ [6]

"ہر ایک خدا پر، اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، (اور وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے"

اور ایسے لوگوں کو نہایت سخت گمراہ قرار دیا گیا جو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، تمام انبیاء علیہم السلام اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا [7]

"اور جس نے خدا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کا انکار کیا وہ نہایت سخت گمراہ ہوا"

ضرورتِ نبوت ورسالت

کئی وجوہات کی بنا پر انسانیت کو نبوت ورسالت کی ضرورت ہے:

1۔ اسلام نے انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد "خدا کی بندگی اور اطاعت" بتایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس پر انسان کی دنیاوآخرت کی فلاح ونجات کا دارومدار ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [8] "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں"

اور جب بھی خدا کی عبادت اور اطاعت کا نام آئے گا، تو فطری طور پر خدا کے احکام کا تصور ذہن پر ابھرے گا، کیوں کہ بندگی اور اطاعت احکام میں ہوتی ہے یعنی ذہن میں یہ سوال ابھرے گا کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن سے خدا راضی ہوتا ہے، اور وہ کون سے اعمال ہیں جن سے خدا ناراض ہوتا ہے، تاکہ انسان خدا کے پسندیدہ کاموں پر عمل کر کے اس کی رضا حاصل کر سکے اور اس کے ناپسندیدہ اعمال سے پرہیز کر کے اس کی ناراضگی سے بچ سکے۔

جب تک خدا کے ان احکام کو انسان نہیں جانتا تب تک خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کے لیے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔

اب ظاہر بات ہے کہ انسان اپنے حواس، عقل یا قلبی قوت سے خدا کی پسند اور ناپسند معلوم نہیں کر سکتا، کیونکہ انسان تو ان ذرائع سے کسی دوسرے

---

[6] سورہ بقرہ، آیت 285

[7] سورہ نساء، آیت 136

[8] سورہ الذاریات، آیت 56

انسان کے اندر کی بات بھی معلوم نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ خود اظہار نہ کرے، تو پھر ان ذرائع سے خدا کی پسند وناپسند کیسے معلوم کر سکے گا۔
اس لیے اب ایک ہی صورت باقی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کچھ افراد منتخب کرے، جنہیں اپنے احکام سے آگاہ کرے اور پھر وہی لوگوں تک خدا کے احکام پہنچائیں۔ اور ایسے منتخب بندوں کو نبی یا رسول کہا جاتا ہے۔

2۔ نبوت ورسالت کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ عملی زندگی کے لیے اس کے سامنے کوئی مثال یا نمونہ ہو، جسے دیکھ کر اس کے موافق زندگی گزار سکے اور پیغمبروں کی زندگی لوگوں کے لیے بہترین مثال یا نمونہ عمل ہوتی ہے۔[9]

3۔ نبوت ورسالت کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے ضرور کوئی کتاب نازل فرمائے گا، تو اس کتاب کو سمجھنے کے لیے کسی اچھے استاد کی ضرورت ہوگی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی شاگرد صرف کتاب پڑھ کر ڈاکٹر، انجنیئر یا عالم نہیں بن سکتا، بلکہ اس کتاب کو سمجھنے کے لیے اسے ایک بہترین استاد اور تجربہ کار رہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا کی ہدایات والی کتاب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے بھی کسی استاد کی ضرورت ہوگی اور ایسے استاد کو شریعت کی زبان میں نبی یا رسول کہا جاتا ہے۔ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[10] "ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو وہ واضح کرکے بتادو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے"

4۔ نبوت ورسالت کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اسلامی عقیدے کے مطابق یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت محاسبہ اور پوچھ گچھ کی جگہ۔ اب اگر لوگوں کو پہلے سے کوئی رہبری فراہم نہ کی جائے تو قیامت کے دن ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جاسکتی۔ کیوں کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی ہدایت ہی نہیں ملی تو عمل کیسے کرتے، اسی حکمت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔[11]

"پیغمبروں کو (ہم نے بھیجا) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر تاکہ لوگوں کے لیے پیغمبروں کے آنے کے بعد اللہ کے سامنے بہانہ پیش کرنے کا کوئی موقعہ باقی نہ رہے۔ اور اللہ تو ہے ہی بڑا زبردست، بڑا حکمت والا"

5۔ پھر یہ رحمتِ خداوندی کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے کہ جس خدا نے انسان کی طبعی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے یہ ساری کائنات پیدا کی ہو وہ انسان کی روحانی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کوئی بندوبست نہ کرے۔ نبوت ورسالت دراصل انسان کی روحانی ضرورتوں کی تکمیل ہے۔

حبِ رسول ﷺ

حُب یا محبت ایک فطری کشش اور فطری جذبہ کا نام ہے، ایک ایسا میلانِ نفس جو ہمیشہ پسندیدہ اور مرغوب چیزوں کی جانب ہوا کرتا ہے۔ یہ محبت اگر قرابت داری کی بنیاد پر ہو تو "طبعی محبت" کہلاتی ہے اور اگر کسی کے جمال وکمال یا احسان کی وجہ سے ہو تو "عقلی محبت" کہلاتی ہے اور اگر یہ محبت مذہب کے رشتے کی بنیاد پر ہو تو "روحانی محبت" یا "ایمان کی محبت" کہلاتی ہے۔

ویسے تو آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی ہماری ہر قسم کی محبت کی حقدار ہے کیونکہ وہ مومنوں کے روحانی باپ بھی ہیں تو حسن وجمال کے ساتھ سارے کمالات سے موصوف بھی ہیں مگر ہم سے جس قسم کی محبت کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہ ایمانی محبت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا ایمان کا رشتہ

---

[9] سورہ احزاب، آیت 21، سورہ الممتحنہ آیت 4

[10] سورہ نحل، آیت 44

[11] سورۃ النساء، آیت 165

ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی وہ ذات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر کی حیثیت سے چنا اور اسے اپنا پیغام دے کر ہماری طرف مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے اپنا سارا سکھ چین چھوڑ کر پوری ایمانداری و ذمہ داری کے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیغام بلا کم و کاست پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کی، کائنات کی اور خود انسان کی پہچان اور حیثیت بتائی۔ خدا کی پسند اور ناپسند سے ہمیں آگاہ کیا۔ اور ہمیں وہ راستہ بتایا جس پر چل کر ہم اپنی انفرادی، ازدواجی، عائلی، معاشی، معاشرتی، اور سیاسی زندگی کامیابی کے ساتھ گزار سکتے ہیں اور اپنی آخرت بھی سنوار سکتے ہیں، مطلب کہ دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ انسان جینے کے لیے جتنا غذا، پانی، ہوا اور روشنی کی طرف محتاج ہے اس سے کہیں زیادہ وہ اس راستے کی طرف محتاج ہے جس پر چل کر وہ اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکے اور وہ راستہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہی دکھایا۔ اس لیے وہ دنیا میں خدا کے بعد ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ لہذا وہ ہی ہماری دلی محبت و ساری ہمدردیوں کے مستحق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا حکم دیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ایمان یا اطاعت معتبر ہی نہیں جس کی بنیاد محبتِ رسول ﷺ پر نہ ہو۔ پھر اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبت بھی محض ظاہری اور رسمی قسم کی نہ ہو بلکہ ایسی محبت ہو جو تمام محبتوں پر غالب آجائے، جس کے مقابلہ میں عزیز سے عزیز رشتے اور محبوب سے محبوب تعلقات کی بھی قدر و قیمت نہ رہ جائے، جس کے لیے دنیا کی ہر چیز کو چھوڑا جا سکے لیکن خود اس کو کسی قیمت پر نہ چھوڑا جا سکے۔ قرآن مجید میں اسی محبت کا معیار یہ بتایا گیا ہے:

قُلْ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَٰنُكُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَٰلٌ ٱقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَٰرَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦ[12]

"اے نبی ﷺ ! کہ دو کہ اگر تمھارے باپ، تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی، تمھاری بیویاں، تمھارے عزیز و اقارب، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور تمھارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے، اور تمھارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا (عذاب والا) فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے"

ایک دوسری آیت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی جان سے بڑھ کر محبت کرنے کا حکم اس طرح دیا گیا: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ[13] "نبی مؤمنوں کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہیں"

رسول اللہ ﷺ نے اپنی محبت کا معیار اور تقاضا کچھ اس طرح بیان کیا:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین[14]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے"

اطاعت واتباع

اطاعت فرمانبرداری یا حکم بجا آوری کو کہتے ہیں اور اتباع پیروی کو کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت یہ ہے کہ زندگی کے معاملات میں اس نے جو احکام بتائے ہیں یا ہدایات دی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔

---

[12] سورہ توبہ، آیت 24

[13] سورہ احزاب، آیت 6

[14] صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث 15

اور رسول اللہ ﷺ کا اتباع یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بطورِ دین جو کام کیے ہیں، چاہے آپ ﷺ نے ان کا ہمیں حکم نہ بھی دیا ہو، ان میں اس کی پیروی کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کا اصل مقصد ہی یہ بتایا ہے کہ زندگی کے معاملات میں وہ جو بھی ہدایات واحکام دیں ان پر بے چوں وچرا عمل کیا جائے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَآ أَرسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ ٱللَّهِ[15] "ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اسی لیے بھیجا کہ خدا کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے"

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی اطاعت چاہتا ہے اور خدا کی اطاعت کا واحد ذریعہ رسول ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی براہ راست اپنے بندوں سے کلام نہیں کرتا بلکہ اپنے رسول کے واسطے سے ہی کلام کرتا ہے۔ رسول ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور اس کے احکام سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے، اس لیے جو خدا کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اسے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنی پڑے گی، اس کے علاوہ اللہ کی اطاعت کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

مَن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَ[16] "جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"

ایک دوسری آیت میں اطاعتِ رسول کا حکم اس طرح دیا گیا: وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْ[17] "رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمھیں دے لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جائو"

اتباعِ رسول کا دائرہ اطاعت سے زیادہ وسیع ہے۔ اطاعت کے دائرہ میں عموماً وہی باتیں آتی ہیں جن کی حیثیت احکام کی ہوتی ہے یعنی فرض، واجب، حرام، مکروہ، ومباح، لیکن اتباع کے دائرہ میں احکام کے ساتھ سنتیں ومستحبات بھی داخل ہیں، جنھیں مندوب کہا جاتا ہے۔

پھر اطاعت کبھی بغیر عقیدت واحترام کے بھی ہوتی ہے جیسے حکمرانون کی جبکہ اتباع میں اُس شخصیت کے ساتھ عقیدت واحترام کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے۔[18] اس لیے اللہ تعالیٰ اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا بھی حکم دیتے ہیں اور اسے خدا کی محبت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ [19]

"اے پیغمبر ﷺ کہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو پھر میرا اتباع کرو، تو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا"

پھر اتباع بھی ایسا مطلوب ہے کہ ایک مؤمن کی خواہشات بھی رسول اللہ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع ہو جائیں چنانچہ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

لا يؤمن أحدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به[20]

---

[15] سورہ النساء، آیت 64

[16] سورہ نساء، آیت 80

[17] سورہ الحشر، آیت 7

[18] خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، ص 251

[19] سورہ آل عمران، آیت 31

[20] مشکوۃ المصابیح، حدیث: ۱۶۷

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں "

پھر اطاعت واتباع محبتِ رسول ؐ کا لازمی تقاضا بھی ہے، کیونکہ اطاعت واتباع کے بغیر محبت کا دعویٰ محض جھوٹ اور فریب ہو گا۔